Mr. Deputy Chairman: Nisar Memon sahib please take the floor.

سینیٹر نثار اے میمن، بہت بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ آج جو debate ہوئی ہے اس میںکئی اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں معزز دوستوں کی طرف سے۔ میں جانتا ہوں اور میں بڑی عزت کرتا ہوں جناب اسحٰق ڈار صاحب کی جو کہ ایک مانے ہوئے accountant رہ چکے ہیں اور اس ملک کے وزیر تجارت اور خزانہ بھی رہ چکے ہیں' میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں' ان کے خیالات کی قدر کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم نے سینیٹر پروفیسر خورشید احمد صاحب کو بھی سنا اور پروفیسر صاحب نے' جو کہ ایک مانے ہوئے economist ہیں' ان کے خیالات کو بھی سنا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہیں پر کوئی gap ہے understanding کا کیونکہ میں نہ تو اپنے آپ کو accountant کہتا ہوں اور نہ ہی میں اپنے آپ کو economist کہتا ہوں۔ مگر میں ایک شاگرد ضرور ہوں economy کا اور چونکہ پچھلے چار سالوں سے ہم یہاں پر اس ایوان میں پاکستان کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور بجٹ کے بارے میں مختلف issues کو لے کر چل رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ میرا ان سے جو بنیادی سوال ہے اور جو چیز ذہنوں میں clear کرنی چاہیے کہ آج جب یہاں پر ہم ملتے ہیں تو کیا پاکستان کا معاشی نظام ایک socialist نظام رہا ہے یا یہ ایک capitalist, laissez faire کا نظام رہا ہے۔ یہ بات اگر ہم واضح طور پر سمجھ لیں کہ یہ جو نظام رہا ہے یہ capitalist form of economy رہا ہے اور Laissez faire ہے تو پھر کافی سوالات جو اٹھائے گئے ہیں مجھے یقین ہے کہ ان کا جواب ان کو خود مل جائے گا اور میں کوشش کروں گا کہ انہوں نے جو بنیادی سوالات اٹھائے ہیں ان کا بھی جواب دوں۔

آج بہت ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ پاکستان میں جو بجٹ میں آیا ہے' حکومت نے دیا ہے اور حکومت وہ ہوتی ہے جو ایک majority کو represent کرتی ہے۔ اس کا ہمیں احترام کرنا پڑے گا چاہے ہم حکومت میں ہوں یا نہ ہوں۔ صدر پاکستان کے آنے کے بعد یعنی 1999 کے بعد ایک جمہوریت کے بنیادی ستون ہے ' Local Government, Provincial Government, Federal Government and Senate کا جو جمہوری نظام یہاں پر آیا ہے جس میں media کی آزادی بھی شامل ہے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ ہر سال بجٹ بنتا ہے' یہ عوام کی امنگوں کو reflect کرتا ہے۔ میں ایک چیز بتانا چاہوں گا کہ ہم نے جب یہاں سینیٹ میں فروری میں pre-budget session کیا تھا تو اس وقت کچھ باتیں ہوئی تھیں اور میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کئی دوستوں نے اس میں کہا تھا کہ عام آدمی پر focus ہونا چاہیے اور development مختلف علاقوں کی ہونی چاہیے اور پاکستان کا strong defence ہو اور پاکستان میں کھانے پینے کی اشیاء اور energy کا میسر ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ چند چیزیں جو اس وقت کہی گئی تھیں، میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں، آج آپ کے توسط سے، میں یہاں اس ایوان میں یہ بتانا چاہوں گا کہ آئیے دیکھیں کہ آیا یہ بجٹ جس کو ہم مختلف دوستوں نے عوامی بجٹ بھی کہا ہے، کچھ نے election budget بھی کہا، کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آزاد فضاء کا بجٹ ہے اور کئی لوگوں نے یہ کہا کہ یہ عام آدمی کے لیے ماضی میں جو مسائل create کیے گئے تھے ان کو آسان کرنے کا ایک بجٹ ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ کے توسط سے تین نکات پر بات کروں۔ پہلا یہ ہے کہ یہ جو بجٹ ہے میں اس کو پاکستانی عوام کے لئے ایک خوشخبری سمجھتا ہوں۔ میں ایسا کو کیوں سمجھتا ہوں؟ اس لیے کہ اس بجٹ میں سب کے لیے کچھ نہ کچھ یقیناً رکھا گیا ہے۔ مبارکباد کے مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس بجٹ کو صدر پاکستان کی direction میں مرتب کیا اور عوام کے سامنے پیش کیا۔ اس بجٹ میں مبارکباد اس لیے ہے کہ غریبوں کا، کم آمدنی والے لوگوں کا، متوسط طبقے کو جو کچھ دیا گیا ہے جس کے وہ حق دار ہیں اور یہ جو کچھ یہاں پر نظر آتا ہے یقیناً وہ اس کے حقدار تھے ان کو یہ حق دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ دیہی علاقے، جو زراعت پیشہ لوگ ہیں جو ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی نسبت رکھتے ہیں ان کے لیے خاطر خواہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر ہم کسی ملک کی معیشت کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں تو اس ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے دفاع کرنے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات اس بجٹ میں ہونے چاہئیں۔

آئیے پہلے یہ دیکھیں کہ اس بجٹ میں کیا کیا دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ غربت کی کمی کے لیے جو ریلیف دیا گیا ہے اس کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ اگر میں اس پورے ریلیف کو شروع کروں تو سب دوستوں کو یاد آئے گا کہ اس میں کیا کیا دیا گیا ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ elitist budget ہے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سول سرونٹ، نچلے گریڈ کے لوگ تھے اگر ان کے لیے پندرہ فیصد increase کیا گیا ہے تو کیا یہ elitist ہے۔ کیا یہ ان کا حق نہیں تھا کہ اگر سات سے آٹھ فیصد inflation ہو رہا ہے اور food inflation حکومت نے دکھایا ہے 10% ہے اگر پندرہ فیصد اضافہ ہوگا تو ان کے پاس کچھ space ہوگا یہ سب غریب لوگوں کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ کم آمدنی والے لوگوں کے لیے کیا گیا ہے۔ پھر جو پنشن لیتے ہیں وہ یقیناً اس وقت active نہیں ہیں ان کے لیے پندرہ سے بیس فیصد کا اضافہ اور پھر جو کلریکل سٹاف تھا ان کے گریڈ کو بڑھا کر اس طرح سے 87500 لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا ہے۔ پھر رہنے کے لیے accommodation کے لیے 37000 مکانات شروع کرنے کا پلان اس بجٹ میں موجود ہے۔ اب یہ کہنا کہ کیا 37000 کافی ہونگے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر یہ ایک direction ہے یہ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ بھی اس جانب جائیں تاکہ پاکستانی عوام جن کو گھروں کی ضرورت ہے ان کو گھر مل سکیں۔ اس کے بعد اگر ہم دیکھتے ہیں کہ Provincial

and District Government کے ساتھ مل کر 250000 یونٹس بنانے کا بھی پلان کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف اسلام آباد یا Federal Territory کی بات ہے بلکہ یہ پورے پاکستان میں صوبائی حکومت اور یونین کونسل کے ذریعے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ بات ہو رہی تھی کہ one dollar a day تو ایک ڈالر کی جب بات کرتے ہیں تو ساٹھ روپے یومیہ' اگر اس کو 30 سے ضرب دیں تو یہ اٹھارہ سو روپے ہو جاتا ہے۔ آج پاکستان میں چار ہزار کو بڑھا کر چار ہزار چھ سو کیا گیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے دوست اسحاق ڈار صاحب نے اس کو اچھا قدم کہتے ہوئے کہا کہ اس کو اور آگے بڑھایا جائے۔ مقصد یہ کہ direction صحیح ہے اب ایک ڈالر کی بات نہیں ہورہی ڈھائی ڈالر یومیہ اس بجٹ میں موجود ہیں یہ صرف حکومت کی طرف سے نہیں ہوگا یہ ایک قانون ہے جو اس وقت بن رہا ہے۔ فنانس کمیٹی دیکھ رہی ہے' گویا اب یہ لازم ہو جائے گا پرائیویٹ سیکٹر میں کم از کم اجرت 4600 دی جائے گی اس کے بعد old age benefit کا ہے' contract employees کا ہے' workers welfare fund کا ہے یہ سارے اقدامات کیا امیروں کے لئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کے واسطے اس بجٹ پر سیاست نہ کریں۔ اس بجٹ کو budget document کے طور پر دیکھیں۔ اس میں یہ دیکھیں کہ غریبوں کے لیے کیا گیا۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ inflation ہے' افراط زر بڑھ رہی ہے یقیناً اس capitalist form of معیشت میں ہمیشہ جب پیسہ آتا ہے تو اس میں ایک monetary policy رکھی جاتی ہے تاکہ پیسے کا expansion جو M-1 کا کہا گیا ہے اگر ہم اسی بات کو مانیں جو ہمارے دوست کہہ رہے ہیں تو گویا پھر جو inflation ہے وہ بڑھ جائے گی۔ اس کا کیا طریقہ ہے میرے خیال میں اس کے لیے planning ہے' اس کے لئے programmes ہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ غریبوں کے استعمال کی چیزیں ہیں جب بڑھ رہی تھیں تو میرے خیال میں جن لوگوں نے بڑھائیں ہیں وہ غریب لوگ نہیں تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو سرمایہ زیادہ بنانا چاہتے تھے اس کو کم کرنے کے لیے کیا طریقہ کار تھا اگر ایک ہزار یوٹیلیٹی موجود تھے۔ اگر پانچ ہزار اور کیے جا رہے ہیں تو کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہے کہ ہم اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام کو کھانا سستے داموں میں میسر ہو اور اس کے لیے آپ نے خود دیکھا کہ دال چنا' اور سارے جو major relief s ہیں اس میں میں زیادہ جانا نہیں چاہتا ہوں مگر یہ ساری چیزیں یوٹیلیٹی سٹور سے ملیں گی تو اگر یوٹیلیٹی سٹورز نہ ہوں تو میں انتظار کرتا رہا کہ ہمارے پڑھے لکھے دوست ہیں قابل دوست ہیں' یقیناً کہیں گے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ ہونا چاہیے' مگر مجھے ان کی تقاریر میں کہیں یہ نظر نہیں آیا کہ اس کو چھوڑ دیجئے؟ اس کو کرنا چاہیے تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل مناسب اقدام لیے گئے ہیں اور یوٹیلیٹی سٹورز کے ذریعے قیمتوں میں کمی لانے کے لیے یہ ایک کنٹرول میکنزم ہوتا ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ farmers کے لیے بھی کئی چیزیں بازار میں لگتی ہیں وہ بھی کیا گیا ہے اور بیت المال بھی

ہے ہر جگہ آپ دیکھیں ۔ میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ وزیر خزانہ نے تفصیلاً اپنی تقریر میں کہا ہے اور میں دوہرانا نہیں چاہتا ہوں ۔ documents ہمارے سب کے سامنے ہیں مگر یہ بڑی زیادتی ہوتی ہے کہ ہم criticize تو کرتے ہیں مگر اس کا alternate نہیں دے رہے ہیں۔ ان ساری چیزوں کے بعد میں یہ کہوں گا کہ اس پورے بجٹ میں روزگار سکیم شامل ہیں۔ روزگار کیا ایک elitist ڈھونڈے گا ان کو تو روزگار کی ضرورت نہیں ہے الحمد للہ ان کے پاس تو بہت کچھ ہے۔ پھر اس کے بعد micro credit لایا گیا ہے اور بعد خوشحال پاکستان پروگرام ہے اور اس کے بعد بیت المال کے پروگرام ہیں یہ ساری سکیمز اور کئی ساری ہیں یہ پورے documents بھرے ہوئے ہیں اگر تھوڑا سا ہم جا کر اس میں دیکھیں تو سارے پروگرامز میں جتنے پیسے اس مد میں مختص کیے گئے ہیں وہ بھی موجود ہیں لہذا یہ کہنا' میں یہ الفاظ بہت سوچتا رہا کہ کہیں ضرور کوئی بات ہوگی جو میری ناقص سمجھ میں نہیں آئی ہے مگر میں سمجھ نہیں پایا اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا اب جواب دیا جائے کہ کیسے کیسے elitist ہیں اگر یہ ساری لسٹ جو ہے اور اس میں پورے بجٹ کے documents موجود ہیں تو یہ eletist نہیں ہیں یہ غریبوں کا بجٹ ہے اور یہ سکیمیں جو رکھی گئی ہیں اس کو میں یہ کہوں گا کہ صدر پاکستان کی حکومت نے محنت کش عوام کے لیے ان کو ان کا حق دینے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے غربت میں کمی آئے گی۔ اب میں جانتا ہوں کہ یہاں جو بڑے documents پیش کیے گئے ہیں آج میں نے سوچا اور میں نے آج لنچ کے دوران منگوا لیا تھا کیونکہ یہ document جو ہے یہ حکومت پاکستان کا document نہیں ہے human developments کا ذکر ہوا کہ پاکستان میں human developments نہیں ہوئی ہے تو آئیے' چند منٹوں میں میں آپ کو بتاؤں۔ یہ ایک رپورٹ جو محبوب الحق فاونڈیشن کی ہے جو human develoment centre ہے انہوں نے پچھلے چند مہینوں میں چھاپی ہے اور اس کا title ہے Poverty in South Asia Challenging and Response تو اس سے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دوسرے ممالک کا ذکر کرتے ہیں تو آئیے اس میں یہ بھی دیکھیں کہ یہاں پر پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔ Trend and poverty in South Asia اگر ہم اس میں دیکھتے ہیں تو پاکستان کا یہاں پر per captia in asia میں جو تھی وہ اس رپورٹ میں پچھلے سال 600 دکھائی گئی ہے اور ہندوستان کی جو کہ بہت بڑا ملک ہے ان کا GDP,GNP بہت بڑا ہے۔ اس کے باوجود وہ 620 پر ہے اور اب اگر ہم دیکھتے ہیں تو ہم 900 سے تجاوز کر گئے ہیں اور اس طرح سے poverty کا per capta ہم دیکھتے ہیں جو کہ poverty سے link کرتا ہے۔ یہ documents ہے ہی poverty related human resource of develoment کا' اس کے بعد اگر ہم آگے مزید چلتے ہیں تو یہاں پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ under naruish جو لوگ ہیں population جو ہے ۔ یہ population کی naruishment health کی human develoment میں آ جاتی ہے ۔اس میں clearly لکھا گیا ہے کہ

پاکستان کا جو index 20% جو ہے وہ under naruished ہیں ہندوستان میں 21% ہے یہ ہم shining India کی بات کر رہے ہیں تو الحمد للہ اگر ہم یہ دیکھیں تو دوسرے ممالک میں 17% اور اس سے کم بھی موجود ہیں اگر پھر ہم جاتے ہیں trend جو ہے پانی اور sanitation کا ذکر کرتے ہیں۔ میں گورنمنٹ کے نمبر نہیں لے رہا ہوں وہ سب کچھ موجود ہیں سب نے دیکھے ہیں۔ میں یہ دکھانا چاہ رہا تھا کہ independent ادارے کیا کہتے اور وہ جب South Asia کے لیے compare کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر نماز ظہر کی اذان سنائی دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی میمن صاحب۔

سینیٹر نثار احمد میمن، شکریہ جناب چیئرپرسن صاحب۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ پینے کا پانی اور sanitation کی South Asia کی study ہے جو اس میں دکھائی گئی ہے جہاں پر پاکستان میں 2003 میں اگر دکھایا جا رہا ہے کہ پاپولیشن جو access to sanitation 54% ہے' انڈیا میں صرف 30% ہے۔ اگر پینے کا صاف پانی دیکھتے ہیں تو ان کے بقول 90% ہے اور انڈیا میں 86% ہے اور کئی ممالک میں 62% ہے۔ اسی طرح سے ہم اس میں عورتوں کا دیکھتے ہیں عورتوں کی ترقی کے لیے کیا گیا ہے تو اس میں political participation of the women in South Asia اگر عورتوں کو ہم سیاست میں دیکھتے ہیں کیونکہ وہ سیاست کے ذریعے سے وہاں پر عوام کی خدمت کرتی ہیں تو یہاں پر بڑا clearly آیا ہے کہ ہندوستان میں عورتوں کے لیے 9.3% seats in Parliament سیٹیں ہیں جبکہ پاکستان میں 20.6% ہے۔ عورتیں حکومت میں ministerial level پر انڈیا میں 3.4% اور پاکستان میں 5.6% ہے۔ پھر اگر ہم یہ دیکھیں کیونکہ یہاں پر بار بار بات ہوئی کہ لوگوں کو employment نہیں مل رہی' unemployment کے سلسلے میں یہ figures 10 million کے دکھائے گئے ہیں' میں حکومت والے figures دوبارہ نہیں کہوں گا کیونکہ وہ record کا حصہ ہیں' ہر ایک جانتا ہے اور میرے بھائیوں نے خود ذکر کیا ہے تو اگر ہم unemployment کو دیکھتے ہیں تو ہندوستان میں 2002 میں 8.3% تھی اور یہاں پاکستان میں 7.8% ہے۔ آخر میں ایک اور figure اسی رپورٹ کے ذریعے سے دکھانا چاہوں گا وہ یہ ہے Trends and Incidents of Poverty in Pakistan کیونکہ بار بار poverty کی بات ہوئی تھی' اللہ کے فضل سے پاکستان اس میں بھی آ گئی اگر ہم 05-2004 میں دیکھیں تو 23.9% کے level پر آیا ہے جبکہ دوسرے ممالک ابھی کافی دور ہیں تو یہ کہنا کہ پاکستان میں غربت ہے' پاکستان میں unemployment کے لیے کچھ نہیں کیا گیا' یہ درست نہیں بلکہ یہ ساری تدابیر کی گئی ہیں اور یہ سارا کچھ غربت کم کرنے کے لیے ہے۔ اس کے بعد میں آتا ہوں کہ ایک بہت اہم سوال جو اٹھایا گیا تھا دیہی علاقوں کا کیونکہ پاکستان کی ترقی کے

لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں شہروں میں ترقی ہو رہی ہو' وہاں دیہی علاقوں میں بھی ترقی ہوئی کیونکہ دیہی علاقوں میں agriculture کی بات ہو رہی ہے' زراعت کی بات ہوئی ہے تو وہاں پر ہم نے یہ دیکھا کہ دیہی علاقوں میں یونین کونسل کے level پر' district level پر اب empowerment ہو چکی ہے اور اس وجہ سے وہاں پر پانی' بجلی' گیس' سڑکیں' تعلیم' صحت اور زراعت کے فروغ کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں اور میں یہ چاہوں گا کہ پاکستان کے دیہی علاقوں کے لیے جو کچھ حکومت نے کیا ہے اس کے بارے میں یاد دلانے کے لیے میں ذرا سا بتاؤں۔ ایک پروگرام رکھا گیا ہے جو کہ 7.5 billion کا ہے جس میں farmers کی آمدن بڑھانے کے لیے کرنے کے لیے 1300 villages کو لیا گیا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ dairy sector میں ترقی کے لیے 3.6 billion رکھا گیا ہے اور 1200 model dairy forms کا قیام کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ Rural incomes کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد production sales tax سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہے کہ پاکستان دنیا میں دودھ پیدا کرنے والا پانچواں یا چھٹا ملک ہے' اس کو cash in کیا جائے۔ یہ سارے اقدامات کرنے کے لیے packaging پر custom duty, sales tax سارے ہٹا دیے گئے ہیں۔

یہ کہا جا رہا تھا کہ کوئی plan موجود نہیں ہے' مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ agriculture کو بڑھانا ہے تو DAP میں subsidy دی گئی اور DAP پر subsidy 70 rupees ایک بیگ پر ہے۔ یہ جو سارے پیسے رکھے گئے ہیں یہ سارے موجود ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جو بار بار کہا گیا کہ planning موجود نہیں ہے۔ میں نے صرف ان دو areas کو لیا ہے کہ یہاں پر planning یقیناً موجود ہے' furtilizer پر subsidy ہے اور prices کو باقاعدہ stabilize کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں اور agriculture کو فروغ دینے کے لیے مزید اقدامات کیے گئے ہیں۔ اب اگر ہم planning کی بات کرتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ document ہر ایک کے پاس ہو گا جو کہ Government of Pakistan Planning Commission کا document ہے "Annual Plan for 2007 and 2008" اگر اس میں ہر area میں planning موجود ہے۔ یہ صرف دیکھنے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ ایک plan موجود ہے جو کہ ماضی میں اس طرح سے comprehensive plan نہیں تھا۔ یہ planning نہ صرف آج کے لیے ہے بلکہ آنے والے سالوں کے لیے ہے' یہ vision 20/30 جو صدر صاحب نے دیا تھا' اس سے نکالا گیا ہے۔ عمر ایوب صاحب نے اتنی زبردست بجٹ کی تقریر کی ہے تو انہوں نے ایسے ہی نہیں کر لی' انہوں نے اس vision کو دیکھا' ایک plan تھا' اس کے بعد بجٹ بنا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے دوست یہ پڑھیں' اس کو دیکھیں تاکہ وہ بھی ہماری طرح آج پاکستان کے اس بجٹ کو جس کو کہ ہم اخباروں کے ذریعے سن رہے کہ عوام سراہ رہے ہیں' ان میں شامل ہو جائیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Memon sahib.

سینیٹر نثار احمد میمن: میری تقریر کے دوران interrupion آ گیا تھا تو مجھے 25/30 منٹ کا کہا گیا تھا تو میں اسی حساب سے کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا جی۔ آپ اپنا پسینہ پونچھ رہے تھے۔میں نے کہا شاید---

جناب نثار احمد میمن: آپ نے یہاں اتنی گرمی رکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکر کریں، آپ سبی، جیکب آباد میں نہیں ہیں، لوڈ شیڈنگ نہیں ہے، اسلام آباد میں بیٹھے ہیں۔

جناب نثار احمد میمن: پھر بھی آپ یہاں کی airconditioning بہتر کیجئے، میں نے جیکٹ اتار دی ہے۔ بہرحال میں چاہوں گا کہ جس طرح سے ہم نے ہمیشہ رضا ربانی صاحب کی تقریر بڑے اطمینان سے سنی ہے، وہ بھی اگر تشریف رکھیں تو یہ ہمیں اعزاز حاصل ہو گا کہ وہ بھی ہماری باتیں اسی شوق سے سنتے ہیں جس طرح سے کہ ہم سنتے ہیں کیونکہ Leader of the Opposition کا اگر ذرا سا دھیان یہاں آئے گا تو ہمارے لیے encouragement ہو جاتی ہے۔ جب وہ بعد میں اپنی تقریر میں wrap up کریں گے تو ان سارے حقائق کو مدنظر رکھیں گے۔ میں یقیناً سیکھنے کے لیے تیار ہوں، یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے، دکھایا ہے، اگر کوئی آنا چاہتا ہے تو میں بیٹھ کر بعد میں بھی بات کرنے کو تیار ہوں۔

آخر میں جس موضوع پر میں بات کرنا چاہوں گا وہ پاکستان کی دفاع ہے۔ پاکستان کی دفاع اس وقت جتنی اہم ہے وہ پہلے کبھی نہیں تھی۔ آپ کہیں گے پہلے سے کیا فرق آ گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان ایک nuclear state ہے، ایک responsible nuclear state ہے۔ اس کو تین اطراف سے challenges آ رہے ہیں، ایک تو وہ ہے جو مشرق کی طرف سے ہندوستان کی طرف ہیں۔ کسی زمانے میں 2007ء میں ہندوستان سے eyeball to eyeball confrontation تھا مگر الحمد للہ اب table آ گئے ہیں اور یہ ساری کاوشیں صدر جنرل مشرف کی وجہ سے ہیں، انہوں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اب بات چیت کشمیر پر بھی ہو رہی ہے، بگلیار ڈیم پر بھی ہو چکے ہیں، سیاچین پر بھی ہوئے ہیں اور سرکریک پر بھی ہو رہی ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ سارے مسائل بات چیت کے ذریعے حل ہوں گے مگر بات چیت ایک طرف ہوتی ہے اور دفاع کا خاطرخواہ انتظام بہت ضروری ہوتا ہے۔ ایک طرف ہماری خارجہ پالیسی بات چیت کے ذریعے اور دوسری ہماری defence policy ہے جس میں ہم نے کم سے کم دفاعی صلاحیت رکھنے کے پالیسی جس کو minimum defenceive deterrence کہا جاتا ہے وہ ہم نے کیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شمال مغرب میں افغانستان میں القاعدہ کی موجودگی اور

وہاں سے threat کا جو posture ہے' وہ ابھی جاری ہے۔ ہم اگر مغرب کے طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا دوست ملک ایران ہے' ہم ہمیشہ سے دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر اس خطے میں America کی وجہ سے تشویشناک کی صورت حال کسی حد تک موجود ہے۔ ہم اگر اس طرح سے اس خطے میں موجود ہیں تو ہمیں اس دفاعی پالیسی جوکہ defence deterrence ہے' اس کو دیکھنا پڑے گا۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کو یاد ہو گا کہ بیسویں صدی میں ہماری معیشت کمزور رہی ہے اور اس کمزوری کی وجہ سے ہم پیسہ اس حد تک خرچ نہیں کر سکے۔ میں آپ کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ Defence Committee کے چیئرمین کی حیثیت سے اور سارے ارکان کے ساتھ جائزہ لیا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اب modernize کرنے کا عمل شروع کر دیا جائے' اس کو تیزی سے لے جایا جانا چاہیے تاکہ اکیسویں صدی میں ایک مضبوط معیشت کے ساتھ اپنے دفاع کو state of the art technology کے ذریعے مضبوط کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے nuclear assets کو جوکہ ماضی میں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے شروع کیا تھا' میاں نواز شریف نے اس کو test کیا اور صدر پاکستان نے ایک تاریخی کردار ادا کیا کہ انہوں نے command and control system کو اب رائج کردیا ہے۔ یہ ہمارے اثاثے ہیں' یہ کہیں بھی لوگوں کے' کسی فرد کے یا کسی ملک کے ہاتھوں میں نہ جا سکیں۔ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہم نے ایک طرف تو nuclear اثاثوں کو محفوظ کیا ہے اور دوسری طرف conventional weapons کو state of the technology میں جا رہے ہیں۔ ہم اس میں خودکفالت کی طرف جا رہے ہیں اور اپنی دفاعی پیداوار کو مضبوط کر رہے ہیں جس کے لئے ہم نے China سے تعاون کیا ہے۔ جناب چیئرپرسن! آپ کو یاد ہو گا کہ یہ Senate Defence Committee چین گئی تھی اور ہم نے وہاں پر دیکھا کہ JF-17 طیارے اور P22 frigates کس انداز سے تعاون سے بن رہے ہیں۔ ہم آج خریداری نہیں کر رہے ہیں' ہم اپنی پیداوار بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا کہ یہ JF-17 جب 150 بنیں گے' ہماری ضروریات کے بعد China کی ضروریات کے بعد یہ export بھی ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آبدوز یعنی submarine جو ہے' France کے ساتھ اور اب Germany کے ساتھ بات چیت مکمل ہو چکی ہے اور Army میں HIT میں آپ نے دیکھا کہ وہاں پر tanks بھی بن رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت کچھ ہو رہا ہے' missiles میں ترقی ہو رہی ہے یہ بہت ضروری ہے' ایک تو دفاعی پالیسی ہونی چاہیے اور دوسرا اس کے لئے بجٹ ہونا چاہیے۔ یہ بجٹ بیسویں صدی میں ممکن نہیں تھا' اب اکیسویں صدی میں ممکن ہو گیا ہے۔ آئیے اس بجٹ کو بھی تھوڑا سا دیکھیں کیونکہ اس پر بھی بڑا لکھا گیا ہے' دفاعی اعتبار سے اس بجٹ میں 275 billion روپے مختص کئے گئے ہیں جوکہ 9.9% پچھلے سال سے زیادہ ہیں' اگر ہم revised estimates کو دیکھتے ہیں تو 8.14% ہے جبکہ ہم صرف inflation کو

دیکھتے ہیں تو 7.5 کے برابر ہے اور food inflation 10 ہے۔ گویا یہ جو اضافہ ہے وہ صرف اور صرف inflation کا مقابلہ کرے گی اور یہ ہمارا پورا GDP کا 3.7% ہے۔ یاد رہے کہ ماضی میں 77 اور 78 میں جو بھی دفاعی اخراجات تھے' 10 سال میں اس سے بڑھ کے 88-87 میں پانچ گنا ہوئے تھے اور 98-97 میں یہ بڑھ کے تین گنا ہوئے تھے اور اب جب ہم آج 97 سے compare کرتے ہیں تو 2007 میں یہ 275 10 سالوں میں صرف دگنا رہ گئے ہیں۔ یہ اخراجات میں اس حد تک increase نہیں ہوئی ہے جس انداز سے ضروریات موجود ہیں' اگر ہم ان اخراجات کو اور دنیا کے دفاعی اخراجات کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ دنیا میں دفاعی اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ ایک report ہے جو میں اس House سے share کرنا چاہوں گا۔

SIPRY کا نام سب دوستوں نے سنا ہوگا Stokholm International Peace Research Institute یہ ساری دنیا کے جو بھی دفاعی اخراجات ہیں ان کو دیکھتے ہیں اور اس میں ہم دیکھتے ہیں یہ سارے میرے پاس موجود ہیں اگر کوئی دوست چاہے تو وہ مجھ سے لے سکتے ہیں۔SIPRY نے یہ دکھایا ہے کہ پچھلے 10 سالوں میں دنیا میں 37% دفاعی اخراجات میں اضافہ ہوا ہے جبکہ ساؤتھ ایشیاء میں15 billion dollars سے بڑھ کر 25 billion dollar ہوئے اور انڈیا کو اگر دیکھتے ہیں تو اسی سال اپریل 2007 میں انہوں نے بجٹ دیا ہے جس میں اخراجات انہوں نے بڑھائے ہیں اور ان کے GDP کا 4.05% بڑھا ہے جبکہ ہمارے GDP کا اس وقت 3.5% ہے۔ یاد رکھئیے کہ ہندوستان نے دو سے تین فیصد تک اضافہ کیا ہے مگر SIPRY نے سارے دوسرے اخراجات کو ایک طرف رکھ کر یہ جتایا ہے کہ 21.2% اخراجات انہوں نے بڑھائے ہیں تو یہ وہ خرچے ہیں جو ہمارے پاکستان میں بھی بڑھے ہیں مگر ہندوستان کے لیے SIPRY کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے Stokholm میں۔ میرے figure اس سے پچھلے سال کے ہیں اور کل ہمیں نظر آئے گی تو اس میں پاکستان کا نمبر پہلے پندرہ پر تھا اب شاید اس سے بھی کم ہو چکا ہے۔ سینیٹ کی دفاعی کمیٹی' آپ کو بڑی خوشی ہوگی کہ یہ کہا جاتا ہے کہ دفاع کے معاملے میں ابھی ذکر آیا کہ ایک لائن ملتی ہے اس کی مختلف لائنیں ہونی چاہئیں۔ میں ان سے کہتا ہوں ہاں ہونی چاہئیں مگر یہ ہو چکا ہے۔ آپ کی سینیٹ کی Defence Committee نے پچھلے سال اس بات کو اٹھایا تھا اور جو چار چیزیں تاریخی ہوئی ہیں جس کا پورا اعزاز اس سینیٹ کو حاصل ہے کہ پہلے تو Defence Policy پاکستان کی کبھی پیش نہیں کی گئی تھی اب پچھلے سال اسی Defence Committee کو پیش کی گئی۔ اس کے بعد پاکستان کے دفاعی اخراجات ایک لائن تھے ان کو مختلف لائنوں میں Army, Navy, Airforce, SPD یہ سارے اخراجات علیحدہ دکھائے گئے تھے اور اس کے بعد مزید اس کو کھولنا پڑے گا اور یقیناً یہ ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت آئے گا کہ پاکستان میں بھی دفاعی اخراجات' دفاعی کمیٹی کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی share ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ Nuclear اثاثے ساڑھے تین

گھنٹے تک آپ کی دفاعی کمپنی کو دکھائے گئے۔ میں یہ جو ساری دفاع کی بات کر رہا ہوں یہ اس لئے نہیں کہ یہ ہمیں کسی نے جتایا ہے یہ سب ہمارے اپنے مشاہدات ہیں جس کو ہم نے سامنے رکھا ہے اور ہم نے China جا کر بھی دیکھا کہ پاکستان کس طرح سے سستی قیمت پر اپنی دفاعی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔
آخر میں، میں صرف اتنا کہوں گا کہ سیاست میں کچھ قدریں ہوتی ہیں، کچھ اخلاق ہوتا ہے اور کچھ آداب بھی ہوتے ہیں۔ پچھلے چند مہینوں میں ایسا لگتا ہے کہ ہم نے جو بھی اچھے اقدامات ہوئے ہیں، حکومت اچھے اقدام بھی کرتی ہے ان کی نفی کی جا رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر قوم کے غریب اور محنت کش عوام کے لئے سوچیں اور ہمیں اس سیاست کو ختم کرنا ہوگا جو خون اور قتل گری کو فروغ دیتی ہو۔ صدر پرویز مشرف نے آٹھ سالوں میں پاکستان کے بیرونی وقار، دفاع، معیشت، سماجی انصاف، عورتوں کے حقوق اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے مثبت پالیسیوں کو اپنا کر اس ملک کو اکیسویں صدی میں داخل کیا یہ سب انہوں نے قوم کے لئے کیا ہے انہوں نے اپنی ذات کے لئے نہیں کیا ہے یہ سب آنے والی پاکستان کی نسلوں کے لئے کیا ہے اور قوم کو مضبوط کرنے کے لئے کیا ہے۔
لہذا میں امید رکھتا ہوں کہ ہم سب اپنے سیاسی اختلافات بھلا کر ان کے ہاتھ مضبوط کریں گے تاکہ پاکستان کو لاحق بیرونی اور اندرون ملک خطرات کا مقابلہ کیا جاسکے اور جمہوریت کی جڑوں کو پنپنے کا موقع ملے۔ ملک سے انتہا پسندی، دہشت گردی کا خاتمہ ہو اور اعتدال پسند اور روشن خیال قوتیں جو کہ یہاں موجود ہیں ان کو تقویت مل سکے۔ جناب چیئرمین! ساٹھ سال کی محرومی چند سالوں میں پوری نہیں ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ اس بجٹ میں ایسی چیزیں ہیں۔ ہمارے مولانا راحت صاحب نے کہا کہ کچھ علاقوں میں نہیں ہو رہی ہے۔ یقیناً یہ صحیح ہوگا تو میں یہ کہوں گا کہ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے مگر مل کر کرنا چاہیے۔ تاکہ پاکستان کے آئندہ بجٹ میں ماحولیات کے لئے بہتر اقدامات کئے جا سکیں۔ غربت میں کمی اور غربت کا خاتمہ کیا جا سکے۔ سب کے ساتھ انصاف ہو، سب علاقوں کی یکساں ترقی ہو اور اس میں شمالی علاقہ جات کے عوام کی امنگوں کو پورا کرنے کا ہمیں موقع ملے۔ بہت بہت شکریہ۔